الکتاب

آیات بیّنات

جاء عیسیٰ بالبیّنات

حصہ پنجم

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا

احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخاتم النبیّن

ھذا القرآن اپنے نزول سے قیام الساعت تک کی احسن تاریخ اور قرب قیام الساعت احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت و پہچان اور عقیدہ ختم نبوت نامی بت کی حقیقت اسی قرآن کی روشنی میں

خود کو مسلمان کہلوانے والے عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر دو گروہوں میں تقسیم ہیں ان میں سے اکثریت کا نہ صرف کہنا ہے بلکہ ماننا ہے کہ قرب قیام الساعت سے قبل عیسیٰ رسول اللہ کی بعث ہوگی لیکن جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا ان کا قرآن میں ذکر ہے تو وہ اپنے اس عقیدے ونظریے کو قرآن سے ثابت نہیں کر پاتے اور اس کی بنیاد احادیث کے نام پر روایات کو قرار دیتے ہیں یوں دوسرا گروہ جن کا کہنا، ماننا اور دعویٰ ہے کہ قرآن عیسیٰ رسول کی بعث سے بالکل خالی ہے اس لیے کسی عیسیٰ نے نہیں آنا یوں ان کا یہ عقیدہ ونظریہ ہے کہ قرآن ایسے کسی بھی عیسیٰ یا رسول کی بعثت سے بالکل خالی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے کیونکہ ظاہر ہے دونوں تو سچے ہو نہیں سکتے یا تو ان میں سے ایک ہی سچا ہے یا پھر دونوں کے دونوں ہی غلط ہیں بے بنیاد و باطل ہیں اور حقیقت دونوں کے برعکس کچھ اور ہے تو حقیقت آخر کیا ہے؟

جہاں قرآن سے قرب قیام الساعت بعث کیے جانے والے احمد عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر لحاظ سے کھول کھول کر واضح کریں گے تو وہیں یہ بھی واضح کریں گے کہ آخر یہ قرآن ہے کیا جس سے نہ صرف حق ہر لحاظ سے کھل کر واضح ہو جائے گا بلکہ دونوں گروہوں سمیت باقی جتنے بھی ان موضوعات پر لب کشائی کر رہے ہیں سب کے سب کی حقیقت کھل کر واضح ہو جائے گی اور اس کے علاوہ عقیدہ ختم نبوت نامی بت بھی پاش پاش ہو جائے گا۔

یہ قرآن کیا ہے؟ کسی سے بھی یہ سوال کر لیں آپ کو اس کا جواب نہیں ملے گا اور اگر کوئی آپ کو اپنی طرف سے جواب سمجھ کر دے گا تو وہ محض جہالت ہوگی نہ کہ اس سوال کا جواب، اس کی حقیقت آپ پر بالکل کھل کر تب واضح ہوگی جب آپ خود یہ جان لیں گے کہ یہ قرآن ہے کیا؟

قرآن کیا ہے انتہائی غیر معمولی حق آپ پر بالکل کھول کھول کر واضح کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ . الزمر ٢٣

اَللّٰهُ اللہ ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہے اللہ؟ تو آگے اسی سوال کا جواب موجود ہے نَزَّلَ ’’نزل‘‘ جملہ ہے جو کہ دو الفاظ ’’ن اور زل‘‘ کا مجموعہ ہے، ’’ن‘‘ کے معنی ہیں ہم یعنی اللہ اور ’’زل‘‘ کے معنی ہیں ایک طرف سے دوسری طرف یعنی کسی کی طرف آنا یا جانا۔

اور یہاں یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ یہ زل ’’ ز ‘‘ والا ہے یعنی اس کا پہلا حرف ’’ ز ‘‘ ہے اس کے علاوہ ایک ذل ’’ ذ ‘‘ والا ہے۔ ’’ ذ ‘‘ والے ذل کے معنی بھی یہی ہیں کہ ایک طرف سے دوسری طرف آنا یا جانا لیکن اس میں یہ اضافی ہے کہ ایسے ایک طرف سے دوسری طرف آنا یا جانا کہ پستی کی طرف جانا، پستیوں میں جانا۔

اس آیت میں ’’ ز ‘‘ والا زل ہے جس کے معنی ہیں ایک طرف سے دوسری طرف یعنی کسی کی طرف آنا یا جانا، خواہ وہ کسی کی طرف دائیں سے بائیں،

بائیں سے دائیں یا پھر اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر آنا جانا۔

نَــــزَّلَ اللہ کہہ رہا ہے کہ ہم یعنی اللہ ذل ہوا ایک طرف سے دوسری طرف آیا اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ کیا ہے جو اللہ ذل ہوا ہے؟ تو آگے اسی سوال کا جواب موجود ہے اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ حدیث ’’حدث‘‘ سے ہے جس کے معنی ہیں کچھ بھی ہونا یعنی کوئی بھی واقعہ ہونا حدث کہلاتا ہے کچھ بھی ہونا مثلاً کوئی واقعہ ہوتا ہے تو یہ حدث ہے، کوئی ایجاد ہوتی ہے تو یہ حدث ہے، کوئی گھر یا عمارت کی تعمیر ہوتی ہے تو یہ حدث ہے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ حدث ہے یعنی جو کچھ بھی ہوتا ہے اور ہو رہا ہے سب کا سب حدث کہلاتا ہے۔

اور اسی سے حدیث ہے جس کے معنی ہیں کہ جو حدث یعنی جو کچھ بھی ہوا وہ کب کہاں کیوں کیسے ہوا وغیرہ جسے اردو میں تاریخ کہتے ہیں۔

حدیث کہتے ہیں تاریخ کو کہ جو ہوا وہ کب کہاں کیسے کیوں ہوا وغیرہ اور آیت میں نہ صرف الحدیث ہے جس کے معنی بنتے ہیں مخصوص تاریخ بلکہ حدیث کے ’’ث‘‘ کے نیچے زیر کا استعمال کیا گیا ’’الحدیثِ‘‘ جس کے معنی بنتے ہیں اپنے نزول سے لیکر آگے مستقبل کی تاریخ یعنی اپنے نازل ہونے سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ۔

الحدیثِ کے پیچھے ’’احسن‘‘ کے الفاظ کا استعمال کیا گیا جو کہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے شروع میں ’’الف‘‘ اور آگے ’’حسن‘‘ ہے شروع میں الف کے استعمال سے سوالیہ بن جاتا ہے اور آگے اسی سوال کا جواب موجود ہے ’’حسن‘‘۔ حسن کے معنی ہیں بہترین جیسے انگلش میں تین ڈگریاں ہوتی ہیں گڈ، بیٹر، بیسٹ ’Good, Better, Best‘ تو ان میں تیسری ڈگری جو کہ بیسٹ ہے اس سے اوپر کوئی نہیں بیسٹ کو عربی میں حسن کہتے ہیں اور احسن کے معنی بنتے ہیں کیا ہے حسن؟ یعنی کیا ہے جس سے بہتر کوئی ہے ہی نہیں؟ جس سے حسن کوئی ہے ہی نہیں یعنی جس سے بہتر کوئی ہے ہی نہیں اسے احسن کہتے ہیں۔

اب یہاں تک آیت کو انتہائی آسان الفاظ میں آپ کے سامنے رکھتے ہیں اور اس طرح کہ موضوع کا احاطہ ہو۔

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ اللہ نے جو اتارا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا ہے یا ہونا تھا اس کے بارے میں ہے کہ وہ سب کا سب کب کب کیسے کیسے اور کیوں ہوا اس کا ایسا بہترین علم ہے کہ اس سے بہتر کوئی علم ہو ہی نہیں سکتا یعنی اللہ نے جو اتارا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی۔

اب سوال کرتے ہیں انسانوں سے جو اس وقت دنیا میں آباد ہیں کہ اللہ یعنی ایشور نے کیا اتارا تو ہندوؤں کا کہنا ہے کہ اللہ نے ویدیں اتاریں، گیتا، پران اور مہابھارتا اتاری، پارسیوں کے پاس ان کا مذہبی مواد ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ نے وہ اتارا، یہودیوں کے پاس اپنی کتابیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے وہ سب اتارا جو ان کے پاس ہے، عیسائیوں کے پاس بائبل ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ نے بائبل اتاری اور مسلمانوں کے پاس قرآن، اس کے تراجم وتفاسیر اور روایات کی کتابیں ہیں یوں مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اللہ نے قرآن اتارا جو کہ نہ صرف عربی متن میں ہے بلکہ یہ تراجم وتفاسیر ہیں یہ سب بھی اور احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں اتاریں۔

اللہ نے اس آیت میں کسی ایک بھی مذہبی کتاب کا نام نہیں لیا کہ اللہ نے فلاں مذہب کی فلاں نامی کتاب اتاری بلکہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ نے صرف اور صرف وہ اتارا جو اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی۔

اس لیے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے وہ کون سا مواد ہے جو ’’احسن الحدیثِ‘‘ ثابت ہوتا ہے یعنی اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی اس کے علاوہ اللہ نے کچھ نہیں اتارا تھا جو لوگ سینوں سے لگائے بیٹھے ہیں۔

اب دیکھیں کہ کون سا مواد اس شرط پر پورا اترتا ہے جو بھی مواد اس شرط پر پورا اترتا ہے وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے۔ خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی اکثریت کا دعویٰ ہے کہ ایک تو قرآن تراجم وتفاسیر کی صورت میں اللہ کا اتارا ہوا ہے اور صرف قرآن ہی نہیں بلکہ احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں بھی اللہ ہی کی اتاری ہوئی ہیں، تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قرآن کے ساتھ اس کے تراجم وتفاسیر اور روایات کی کتابیں بھی احسن ثابت ہو جائیں تو بلا شک وشبہ یہ سب بھی اللہ ہی کا اتارا ہوا ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ شرائط ہیں جو اللہ نے آگے واضح کر دیں۔

کِتٰبًا ایک ہی کتاب۔ زیر ’’ ِ ‘‘ آئے تو مستقبل کا صیغہ بن جاتا ہے، زبر ’’ َ ‘‘ آئے تو ماضی کا، پیش ’’ ُ ‘‘ آئے تو حال کا، دو زیر ’’ ٍ

'' آئیں تو جتنا پھیلاؤ آسکتا ہے جتنی وسعت آسکتی ہے یعنی جتنا آگے سے آگے جایا جاسکتا ہے جایا جائے گا یعنی جمع کا صیغہ بن جاتا ہے کُل کاکُل، دو زبر '' ً '' آئیں تو سکڑ پن آتا ہے جتنا پیچھے سے پیچھے جایا جاسکتا ہے اور دو پیش آئیں ایک پیش سیدھی اور دوسری اس کے اوپر الٹی '' دو پیش '' تو شئے جب تک موجود ہوتی ہے اس کی پوری زندگی کا احاطہ کیا جارہا ہوتا ہے اس پورے وقت کا ذکر کیا جارہا ہوتا ہے جب تک شئے اپنے وجود میں آنے سے لیکر موت تک موجود ہوتی ہے۔

یہاں لفظ کتاب پر دو زبر کا استعمال کیا گیا کِتبًــــــا جس سے کتاب میں سکڑ پن آئے گا یعنی کتاب کو جتنا پیچھے سے پیچھے لے جایا جاسکتا ہے اتنا پیچھے لے جایا جائے گا اور وہ ایک ہی کتاب بنے گی اس سے پیچھے کتاب کو نہیں لے جایا جاسکتا یوں کِتبًا کے معنی بنتے ہیں ایک ہی کتاب۔

یعنی اللہ نے جو اتارا تھا وہ نہ صرف اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن یعنی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہو ہی نہیں سکتی بلکہ وہ ایک ہی کتاب ہے۔ تو جس کے لیے بھی یہ دعویٰ کیا جائے کہ وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے تو دیکھا جائے گا کہ پہلی بات وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ثابت ہوتی ہے جس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ کیا وہ ایک ہی کتاب ثابت ہوتی ہے؟ اور ایک ہی کتاب کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ دو گتوں کے درمیان اوراق پر مشتمل ایک جلد کی بات ہو رہی ہے بلکہ ایک ہی کتاب کا مطلب ہے کہ جیسے درخت ایک وجود ہے اس درخت کے بارے میں جتنا بھی علم ہے اسے بیشک ایک سے زائد جگھوں پر لکھا جائے، دس بیس یا ہزاروں صفحات پر مشتمل کئی جلدوں میں لکھا جائے اور بے شک ان کے لکھنے والے الگ الگ ہوں اور مختلف اوقات میں لکھا گیا ہو لیکن جب اس سارے علم کو دیکھا جائے تو کہیں پر بھی ربط نہ ٹوٹے وہ ایک ہی کتاب بن جائے یعنی جیسے ایک سے سو تک گنتی میں ربط ہوتا ہے ایسے ہی سارے کے سارے علم میں ربط قائم ہوگا تو وہ ایک ہی کتاب ہے اور اگر کہیں ربط قائم نہیں ہوتا کہ وہ الگ سے کوئی علم ہے کسی اور وجود کے بارے میں ہے تو وہ ایک نہیں بلکہ دو کتابیں ہو جائیں گی ایسے ہی جہاں جہاں ربط ٹوٹتا جائے کہ الگ الگ علم ثابت ہو جائے تو جتنی بار ربط ٹوٹے گا اتنی ہی کتابیں وجود میں آجائیں گی۔

دنیا میں جو جو بھی دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں فلاں اللہ کا اتارا ہوا ہے تو اسے دیکھا جائے گا کہ کیا وہ احسن الحدیثِ ثابت ہوتا ہے؟ کیا وہ ایک ہی کتاب ثابت ہوتا ہے؟ اگر تو وہ ان شرائط پر پورا اترتا ہے تو بلا شک وشبہ وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے اور اگر وہ ان شرائط پر پورا نہیں اترتا تو وہ اللہ کا اتارا ہوا نہیں ہے بلکہ اسے اللہ سے منسوب کیا جارہا ہے۔

اب جو خود کو مسلمان کہلواتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں اللہ کی اتاری ہوئی ہیں تو کیا وہ سب کی سب ایک ہی کتاب ثابت ہوتی ہیں؟ کوئی لاکھ کوشش کرلے وہ انہیں ایک ہی کتاب ثابت نہیں کر سکتا تو جو ایک ہی کتاب ثابت نہ ہو بلکہ ان کے لکھنے والوں نے تو خود جگہ جگہ لکھ دیا کتاب الفلاں، کتاب الفلاں تو وہ ایک ہی کتاب کیسے ثابت ہو سکتی ہے جب کہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ بہت سی کتابیں ہیں۔

پھر یہی نہیں بلکہ اللہ نے آگے مزید بھی کچھ شرائط واضح کر دیں جن میں ایک مُّتَشَابِهًا ہے جس کے معنی ہیں کہ اس میں شبہ موجود ہے اور شبہ کہتے ہیں ایک شئے بالکل سامنے ہو جو آنکھوں سے دیکھا جارہا ہو کانوں سے سنا جارہا ہو یا پڑھا جارہا ہو لیکن اس کی اصل حقیقت کیا ہے اس کے بارے میں علم چھپا دیا گیا اس کے بارے میں علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔

جسے بھی اللہ سے منسوب کیا جارہا ہو کہ وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے تو دیکھیں کیا وہ متشابہاً ثابت ہوتا ہے؟ یعنی وہ نظر تو سب کو آرہا ہو، سنائی تو سب کو دے رہا ہو لیکن اس کا علم چھپا ہوا ہے اس کا علم اللہ کے علاوہ یا ان کے علاوہ کسی کے پاس نہیں جنہیں اللہ علم دے دیتا ہے۔

تو دیکھیں کیا احادیث کے نام پر روایات کی کتابیں متشابہاً ثابت ہوتی ہیں؟ یعنی سامنے تو سب کے ہیں لیکن ان کا معاملہ ایسا ہے کہ جو لکھا ہوا ہے وہ اصل حقیقت نہیں بلکہ اصل حقیقت اس کے پردے میں چھپا دی گئی جس کا علم اللہ کے علاوہ یا ان کے علاوہ کسی کے پاس نہیں جنہیں اللہ نے علم دے دیا؟ اب جب احادیث کے نام پر روایات کی کتابوں کو دیکھیں تو یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ یہ متشابہاً نہیں ہیں کیونکہ کسی بچے کے سامنے رکھیں تو وہ بھی جو پڑھے گا اس سے مراد وہی لے گا، کوئی جوان اور بوڑھا پڑھے گا تو وہ بھی اس سے مراد وہی لے گا ایسا احساس تک نہیں ہوگا کہ اصل حقیقت یا اصل علم کو چھپا دیا گیا بلکہ جو کچھ بھی ہے بالکل کھلم کھلا سامنے ہے۔ تو جو متشابہاً ثابت ہی نہ ہو وہ اللہ کا اتارا ہوا کیسے ہو سکتا ہے؟

پھر یہی نہیں اللہ نے ایک اور شرط بھی عائد کر دی مَثَانِیَ۔ مثانی کہتے ہیں ایک کے بعد اس دوسرے کا ہونا کہ جس سے دونوں کے درمیان ربط قائم ہو جائے جیسے ایک کے بعد دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار، چار کے بعد پانچ وغیرہ۔ یعنی اللہ نے جو اتارا وہ نہ صرف اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں بلکہ وہ ایک ہی کتاب ہے، وہ متشابہاً ہے یعنی وہ نظر تو سب کو آ رہا ہے لیکن وہ ایسے ہے کہ اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں یا ان کے علاوہ جن کو اللہ نے علم دے دیا ہو جو راسخون فی العلم ہیں اور پھر اللہ نے جو اتارا وہ مثانی بھی ہے یعنی وہ ایسا ہے کہ اس میں اول تا آخر ایسے ربط قائم ہے جیسے ایک وجود ہو اور وجود میں تمام کے تمام پرزوں کا آپس میں گہرا ربط قائم ہوتا ہے جیسے جسم میں اعضاء ایک دوسرے سے مشروط ہوتے ہیں جیسے ایک کے بعد دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار، چار کے بعد پانچ آتا ہے وغیرہ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ احادیث کے نام پر جن روایات کی کتابوں کو اللہ کا اتارا ہوا قرار دیا جاتا ہے کیا وہ کتابیں ان میں موجود مواد مثانی ثابت ہوتا ہے؟ کیا اول تا آخر ان میں موجود روایات کا معاملہ ایسا ہے کہ جیسے جسم میں تمام اعضاء ایک دوسرے سے مربوط و مشروط ہوتے ہیں؟ اگر نہیں جو کہ بالکل بھی مثانی ثابت نہیں ہوتیں تو پھر اس کے باوجود جو انہیں اللہ کا اتارا ہوا کہتے ہیں وہ اللہ کیساتھ شرک عظیم کر رہے ہیں وہ اللہ پر افتراء کر رہے ہیں جس کا انہیں کوئی حق نہیں ہے، بغیر علم کے اللہ سے وہ منسوب کر رہے ہیں جو اللہ نے کہا ہی نہیں جو اللہ نے اتارا ہی نہیں۔

اب دنیا کے کسی بھی مواد کو لے لیں جس جس کے بارے میں بھی انسانوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ یعنی ایشور، گاڈ، ایل وغیرہ کا اتارا ہوا ہے اور اسے ان شرائط پر پرکھیں کیا ان میں سے کچھ بھی ان شرائط پر پورا اترتا ہے؟ جو ان شرائط پر پورا اترے وہ اللہ کا اتارا ہوا ہے اور جو ان شرائط پر پورا نہیں اترتا وہ قطعاً اللہ کا اتارا ہوا نہیں ہے خواہ اس کے حق میں پوری دنیا کے انسان ہی کیوں نہ جمع ہو جائیں۔

جب دنیا کے تمام تر مذہبی مواد کو اکٹھا کیا جائے اور اسے ان شرائط پر پرکھا جائے تو صرف اور صرف ایک ہی کتاب ان تمام شرائط پر پورا اترتی ہے اور وہ ہے یہ القرآن اور وہ بھی اپنے اصل عربی متن پر مشتمل یا عربی متن کیساتھ چند روایات ہیں جن کو ہم آپ کے سامنے لے آئے۔ اس کے علاوہ کوئی ایک بھی کتاب یا کچھ بھی ایسا نہیں ہے جو ان شرائط پر پورا اترتا ہو یہاں تک کہ اس قرآن کے تراجم وتفاسیر کے نام پر جو کچھ بھی موجود ہے خواہ وہ دنیا کی کسی بھی زبان میں ترجمہ و تفسیر کیا گیا وہ سب کا سب بھی اللہ کا اتارا ہوا ثابت نہیں ہوتا۔

کوئی ایک بھی ترجمہ وتفسیر ایسی نہیں ہے جو اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ثابت ہو، جو ایک ہی کتاب ثابت ہو، جو متشابہاً ثابت ہو اور جو مثانی ثابت ہو۔ جس سے یہ بات بھی بالکل کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ وہ لوگ جو تراجم وتفاسیر کو اللہ کا کلام قرآن قرار دیتے ہیں وہ بغیر علم کے اللہ پر افتراء عظیم کرتے ہیں وہ اللہ پر عظیم بہتان باندھتے ہیں۔ تمام کے تمام تراجم وتفاسیر جو کہ ان میں سے کسی ایک شرط پر بھی پورا نہیں اترتے وہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ شیاطین کا کلام ہیں۔

خواہ ساری کی ساری دنیا اکٹھی ہو جائے اور کہے کہ یہ تراجم وتفاسیر اللہ کا کلام ہیں اللہ کے اتارے ہوئے ہیں یہ قرآن ہیں تو اللہ پر کوئی فرق نہیں پڑنے والا اللہ کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت وحیثیت نہیں وہ سب کا سب اللہ کے شریکوں کا کلام ہے ان کا کام ہے نہ کہ اللہ کا۔

یہ بات بہت کڑوی ہے لیکن یہ حق ہے جسے دنیا کی کوئی بھی طاقت غلط ثابت نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی کیوں نہ کر لے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ . الزمر ۲۳

اللہ ہے اتاری اس نے اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیامت تک کی ایسی بہترین تاریخ کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں یعنی اللہ نے جو اتارا تھا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا اس کے بارے میں علم ہے، ایک ہی کتاب ہے متشابہاً ہے یعنی سب کے سامنے ہونے کے باوجود کسی کو بھی علم نہیں ہے اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں یا ان کے علاوہ جن کو اللہ نے علم دیا جو کہ راسخون فی العلم ہیں، مثانی بھی ہے یعنی اس نے جو کچھ بھی اتارا اس کا آپس میں ایسا ربط قائم ہے جیسے کہ جسم میں تمام کے تمام اعضاء آپس میں مربوط و مشروط ہوتے ہیں یا جیسے ایک کے بعد دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار، چار کے بعد پانچ ہوتا ہے وغیرہ اور یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی کہ ان تمام شرائط پر صرف اور صرف یہ قرآن اپنے اصل متن عربی کیساتھ

ہی پورا اترتا ہے جس سے یہ بات بالکل کھل کر واضح ہوگئی کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی بہترین تاریخ ہے اس قرآن میں وہ سب کا سب موجود ہے جو کچھ بھی اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک ہونا تھا۔ آج جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس سب کی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اس قرآن کی آیات کی صورت میں تاریخ اتار دی گئی تھی۔

اب جبکہ نہ صرف اللہ کا کہنا ہے کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے بلکہ آپ پر بھی یہ بات بالکل کھل کر واضح ہو چکی لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس قرآن کو کھول کر دیکھا جائے تو اس قرآن میں اس کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ کی بجائے ماضی کی تاریخ ملتی ہے جیسا کہ درج ذیل میں آپ چند آیات کو دیکھ سکتے ہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ. قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰئکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ.

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ. قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰئکَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ. قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ. اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ. قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّانَزَّلَ اللّٰهُ بِهَامِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ. فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ. قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ. قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ. فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ. فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ. فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ.

وَلُوْطًا اِذْقَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ. اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ. وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ. فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ. وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ.

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ. وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ

تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلاً فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ. الاعراف ۵۹ تا ۸۶

یہ صرف سورۃ الاعراف کی چند آیات ہیں جن میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ گزشتہ رسولوں اور اقوام کی بات کی گئی ان چند آیات کے علاوہ پورے کا پورا قرآن گزشتہ انبیاء ورسولوں، بنی اسرائیل، آل فرعون اور باقی ہلاک شدہ اقوام کے ذکر سے بھرا پڑا ہے اور آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ قرآن میں جن قوموں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا یہ تمام کے تمام تو ماضی کا قصہ بن چکے، مثلاً نوح اور ان کی قوم جن کی طرف نوح اور نوح کے خاتم سے نکل کر آنے والے النّبیّن کو بھیجا گیا ہر کوئی جانتا ہے وہ ماضی کا قصہ بن چکے، ھود اور اسے جس قوم کی طرف بھیجا گیا یعنی قوم عاد ہر کوئی جانتا ہے کہ ماضی کا قصہ بن چکے، صالح اور وہ قوم جس کی طرف صالح کو بھیجا گیا یعنی قوم ثمود ماضی کا قصہ بن چکے، شعیب اور جن کی طرف شعیب کو بھیجا گیا یعنی قوم مدین ماضی کا قصہ بن چکے، لوط اور اس کی قوم ماضی کا قصہ بن چکے، موسی اور آل فرعون ماضی کا قصہ بن چکے، امت بنی اسرائیل ماضی کا قصہ بن چکی۔

یہ چند آیات ہیں پورا قرآن ان گزشتہ ہلاک شدہ اقوام کی آیات سے بھرا پڑا ہے جو کہ ہر کوئی جانتا ہے اور قرآن خود بار بار یہ واضح کرتا ہے کہ یہ تمام کی تمام اقوام اور رسول ماضی کا قصہ بن چکے۔ اب جبکہ قرآن میں ماضی کی اقوام کی تاریخ ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ قرآن میں ایسا کہے کہ اس نے جو اتارا وہ اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی احسن تاریخ ہے؟ یعنی ایک طرف اللہ یہ کہے کہ مستقبل کی تاریخ ہے اور دوسری طرف قرآن میں مستقبل کی بجائے ماضی کی تاریخ ہو، قرآن ماضی کی تاریخ سے بھرا پڑا ہو تو یہ قرآن میں اختلاف سامنے آجاتا ہے اور اگر اختلاف ثابت ہوجائے جو کہ بظاہر نظر آرہا ہے تو پھر بلا شک وشبہ جس میں اختلاف ثابت ہوجائے وہ اللہ کا اتارا ہوا تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اسی قرآن میں اللہ نے خود یہ کہا ہے کہ اگر قرآن غیر اللہ کے ہاں سے ہے تو اس میں اختلاف کثیر پاؤ گے اور اگر اللہ کی طرف سے ہے اللہ کے ہاں سے ہے تو پھر اس میں رائی برابر بھی اختلاف نہیں پاؤ گے جیسا کہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں۔

اَفَلاَ يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلاَفًا كَثِيْرًا. النساء ۸۲

کیا پس نہیں تدبر کر رہے القرآن، جو کچھ بھی تم پر کھول کھول کر پڑھا جارہا ہے تمہاری راہنمائی، تمہاری ہدایت کے نام پر جو کچھ بھی تم پر پڑھا جارہا ہے اور اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کے ہاں سے ہے تو پھر یہ بات طے شدہ ہے کہ تم اس میں اختلاف کثیر پا رہے ہو یعنی اگر اللہ کے ہاں سے ہے تو اس میں تم اختلاف نہیں پاؤ گے اور اگر اللہ کے ہاں سے نہیں ہے تو پھر تم اس میں بہت زیادہ اختلاف پاؤ گے کہ ایک مقام پر کچھ بات کی جارہی ہے اور دوسرے مقام پر کچھ اور آپس میں کوئی ربط ہی نہیں کسی بات کا۔

اب اگر یہ قرآن واقعتاً اللہ کے ہاں سے ہے اللہ کا اتارا ہوا ہے غیر اللہ کا نہیں ہے تو پھر اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے اور اگر اس میں اختلاف ثابت ہوجائے تو اللہ کے ہاں سے نہیں۔

پیچھے آپ نے جان لیا کہ سورۃ الزمر کی آیت ۲۳ میں اللہ کا کہنا ہے یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی ایسی بہترین تاریخ ہے کہ اس سے بہتر کوئی تاریخ ہے ہی نہیں اور دوسری طرف اس قرآن میں دیکھیں تو مستقبل کی تاریخ نظر آنا تو بہت دور کی بات ہے بلکہ الٹا اس کے بالکل برعکس ماضی کی تاریخ سے قرآن بھرا پڑا ہے، ان قوموں کا ذکر کیا گیا جو ماضی میں گزر چکیں جس سے بظاہر تو اس قرآن میں اختلاف ثابت ہوجاتا ہے۔

اب اصول اور قانون یہ ہے کہ اگر کسی کی بھی بات میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے تو ایسا نہیں کہ بندہ خود سے ہی یہ فیصلہ کرکے بیٹھ جائے کہ ہاں اختلاف ثابت ہو چکا بلکہ اگر کہیں کسی کی بھی بات میں اختلاف نظر آئے تو سب سے پہلے اس کی تصدیق کی جائے گی کہ کیا حقیقت میں اختلاف ہے، جو نظر آرہا ہے حقیقت وہی ہے یا پھر کہیں میرے سمجھنے میں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی، مجھ سے کوئی پہلو پوشیدہ رہ گیا جس وجہ سے میں بات کو صحیح سے سمجھ نہیں پایا اور اسی وجہ سے مجھے اختلاف نظر آرہا ہے جس کے لیے لازم ہے کہ جس کی بات ہے اس سے وضاحت طلب کی جائے کہ آپ کی بات میں مجھے فلاں جگہ اختلاف نظر آرہا ہے آخر ایسا کیوں ہے کیا واقعتاً اختلاف ہے یا پھر میرے سمجھنے میں کوئی غلطی ہوئی کوئی پہلو مجھ سے پوشیدہ رہ گیا جس وجہ سے مجھے اختلاف نظر آرہا ہے؟ یہ تو ہے کسی بھی عام شخص کے حوالے سے بات، جب کسی بھی عام شخص کے حوالے سے یہ اصول وقانون ہے کہ اگر کسی کی بات میں بظاہر کہیں اختلاف نظر آئے

تو اسے اختلاف تسلیم کر لینے کی بجائے پہلے اس کی تصدیق کی جائے گی جس کے لیے جس نے بات کی اس سے وضاحت طلب کی جائے گی تو پھر جب بات کی جائے اللہ کی تو کسی بھی صورت ایسا نہیں کیا جا سکتا کہ خود سے طے کر لیا جائے کہ اختلاف ثابت ہو گیا بلکہ اللہ سے سوال کیا جائے کہ اے اللہ تُو نے ایک مقام پر ایسا کہا اور دوسرے مقام پر اس کے بالکل برعکس ہے بظاہر نظر آنے والے اس اختلاف کی حقیقت کیا ہے؟

اور پھر کسی بھی صورت یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اسی قرآن میں جو کہ پیچھے آیت گزر چکی اس میں اللہ نے کہا ہے کہ یہ قرآن متشابہاً ہے۔ آپ کو ہر لمحے یہ بات مدنظر رکھنی ہے کہ اللہ نے کہا ہے اللہ نے جو اتارا وہ متشابہاً بھی ہے یعنی وہ سامنے تو ہے جو ہر کسی کو نظر آ رہا ہے لیکن اس کا علم اللہ کے علاوہ کسی کے بھی پاس نہیں یا ان کے علاوہ جن کو اللہ نے علم دے دیا۔

اور جبکہ آپ کا شمار ان میں سے نہیں ہے جو راسخون فی العلم ہیں تو پھر اس لیے ہو سکتا ہے آپ کو جو اختلاف نظر آ رہا ہے وہ اختلاف ہو ہی نہیں بلکہ آپ کے سمجھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہو اصل علم جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ پر نہ کھلا ہو۔ اس لیے آپ پر لازم ہے کہ آپ اللہ سے سوال کریں کہ اے اللہ اگر اس میں اختلاف نہیں تو پھر یہ اختلاف سامنے کیوں آ رہا ہے آخر وہ کون سا پہلو ہے جو ہم سے ابھی بھی پوشیدہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے سامنے اختلاف آ رہا ہے تو اللہ اس کا جواب یوں دیتا ہے۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا. الاسراء ۸۹

وَلَقَدۡ اور تحقیق کہ یعنی تمہیں سننے دیکھنے اور جو سن اور دیکھ رہے ہو اسے سمجھنے کی صلاحیتیں دیں تو اسی لیے کہ تم اپنی طرف سے پوری تحقیق کر لو اپنے گھوڑے دوڑا لو جو کہا جا رہا ہے وہی تمہارے سامنے آئے گا یہ اللہ کے قانون میں قدر میں طے شدہ ہے صَرَّفۡنَا ہم ہر پہلو سے ہر لحاظ سے پھیر پھیر کر سامنے لے آئے لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ اس قرآن میں مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ وہ تمام کا تمام جو کچھ بھی لوگوں کو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک پیش آنا ہے جو کچھ بھی ان کے درمیان ہونا ہے انہیں پیش آنا ہے وہ سب کا سب تمام کا تمام مثلوں سے سامنے لے آئے یعنی اس قرآن میں ماضی میں پیش آنے والے واقعات میں سے صرف ان کا اور اس طرح کے الفاظ میں ذکر کیا جو ہو بہو اسی طرح قرآن کے نزول سے الساعت کے قیام تک پیش آئیں گے فَاَبٰۤى اَكۡثَرُ النَّاس پس اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا لوگوں کی اکثریت نے یعنی لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس قرآن میں اللہ نے وہ سب کا سب مثلوں سے سامنے رکھ دیا اور ہر پہلو سے سامنے رکھ دیا جو کچھ بھی اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو پیش آنا ہے جس جس حوالے سے بھی انہیں راہنمائی درکار ہے سب کا سب مثلوں سے ہر پہلو سے ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کیوں انسانوں کی اکثریت نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس کی وجہ بھی اللہ نے آگے واضح کر دی اِلَّا كُفُوۡرًا مگر اس لیے کہ جو کچھ بھی انہیں دیا گیا سننے دیکھنے اور جو سنتے اور دیکھتے ہیں اسے سمجھنے کی صلاحیتیں، وہ مال ہو، اولاد ہو، ذہانت ہو، کچھ کرنے کی صلاحیتیں ہوں، کوئی عہدہ مرتبہ یا مقام ہو، ان کو جو جسم دیا جو اعضاء دیئے، جو زندگی دی، جو وقت دیا یا جو کچھ بھی دیا ان میں سے کسی کا بھی یا ان کا اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتے جس مقصد کے لیے انہیں یہ سب دیا گیا، انسانوں کی اکثریت ان سب کا اپنی خواہشات کی اتباع میں اپنی مرضیوں کے مطابق استعمال کرنا چاہتی ہے اس لیے انہوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا کہ اس قرآن میں سب کا سب موجود ہے کیونکہ اگر یہ اس بات کو مان لیتے ہیں اور قرآن سے اپنے ہر سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں تو پھر جسے قرآن دین کہتا اس پر قائم ہونے سے ان کی خواہشات پر کاری ضرب پڑے گی، یہ قرآن جسے الصلاۃ کہتا ہے اسے قائم کرنے سے ان کی خواہشات کا قتل ہو جائے گا اور یہی اکثریت نہیں چاہتی کہ ایسا ہو اس لیے یہ انکار کر دیتے ہیں اور قرآن کے برعکس اوروں سے رجوع کرتے ہیں قرآن کے شریک گھڑ کر قرآن کے شریکوں کی طرف جاتے ہیں۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِلنَّاسِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا. الکهف ۵۴

اس آیت کے پہلے حصے میں بھی وہی کہا گیا جو پچھلی آیت کے پہلے حصے میں کہا گیا اور اس آیت کے اگلے حصے میں کہا گیا وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا اور یہ تو اللہ کے قانون میں، قدر میں طے شدہ ہے کہ انسان اکثریت معاملات میں جھگڑا کرنے والا ہے سو جھگڑا ہی کیا یعنی قرآن کی بات تسلیم کرنے کی بجائے

اپنی خواہشات واپنے خودساختہ الٰہوں کی باتوں کو قرآن پر ترجیح دی جب بھی قرآن نے کسی معاملے میں راہنمائی کی تو اپنی جہالت وفضولیات کو دلائل کے نام پر قرآن پر پیش کیا اور قرآن کے مدمقابل اور اشیاء کو لا کھڑا کیا، وہ بات نہ تسلیم کی جو قرآن نے کی، جو بھی اللہ کا بھیجا ہوا آیا اور اس نے قرآن کی طرف دعوت دی تو قرآن کی بات ماننے کی بجائے اس کیساتھ جدل ہی کیا کہ نہیں قرآن میں راہنمائی موجود نہیں ہے قرآن میں سب کچھ نہیں ہے، کیا ہمارے آباؤ اجداد، ہمارے ملّاں وغیرہ سب کے سب غلط اور تُو اکیلا سچا ہے؟ ایسے ہی آج جس طرح قرآن کی بات کرنے والے سے جدل کیا جاتا ہے۔

ان آیات میں اللہ نے یہ بات بھی واضح کردی کہ قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک لوگوں کو جو جو معاملات بھی پیش آنے تھے یا پیش آنے ہیں، ان کے ہر سوال کا جواب اسی قرآن میں سامنے لا رکھا اور نہ صرف سامنے لا رکھا بلکہ پھیر پھیر کر ہر پہلو سے اور تمام کا تمام مثلوں سے سامنے لا رکھا یعنی اس قرآن میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا تھا یا ہونا ہے وہ چھوٹے سے چھوٹا واقعہ ہو یا پھر بڑے سے بڑا سب کے سب کی تاریخ اس قرآن کی صورت میں مثلوں سے اتار دی۔

مطلب یہ کہ آپ اس قرآن میں دیکھتے ہیں بار بار جگہ جگہ وہ لوگ جو گزر چکے ان کا ذکر آتا ہے بہت سے واقعات کا ذکر آتا ہے جو ماضی میں ہو چکے جس وجہ سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ قرآن ان کی بات کر رہا ہے ان کے بارے میں بتا رہا ہے جو ماضی میں گزر چکے جو اس قرآن سے پہلے ہی اس دنیا سے جا چکے یعنی الاولین لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کی سب مثلیں ہیں۔

ماضی میں جو کچھ بھی ہوا اس میں سے وہ اور ایسے الفاظ میں اتارا کہ جو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک جو کچھ بھی ہونا ہے ایک ایک لمحے کا احاطہ کرے ہر چھوٹے اور بڑے واقعے کی تاریخ ہے، اللہ چونکہ العزیز الحکیم ہے اس لیے یوں نہ صرف مثلوں کی صورت میں قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے بلکہ ماضی میں جو کچھ ہوا اس کا علم بھی اللہ نے اس قرآن میں رکھ دیا اس کی تاریخ بھی اتار دی۔

جہاں نوح اور قوم نوح کا ذکر ہے تو وہ اصل میں نوح اور اس کی قوم کا ذکر نہیں اصل میں نوح کی مثل اور اس کی قوم کی مثل قوم کا ذکر ہے جس نے اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام کے دوران آخر میں بالکل الساعت کے قریب آنا تھا ایسے ہی قرآن میں جہاں جہاں بظاہر الاولین کا ذکر ملتا ہے وہ الاولین کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان کی مثلوں کی صورت میں اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام کے دوران والوں کی تاریخ ہے۔

اب دیکھیں اسی کو اللہ نے بالکل دوٹوک الفاظ میں بھی واضح کر دیا جیسا کہ درج ذیل آیت میں آپ دیکھ رہے ہیں۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلاً لِّلۡاٰخِرِیۡنَ. الزخرف ٥٦

پس کر دیا ہم نے انہیں سلفاً یعنی الاولین جو کہ اس قرآن کے نزول سے قبل اس زمین پر آباد تھے انہیں ایک ایک کو گزرے ہوئے کر دیا، جو دنیا میں آئے تھے اب گزرے ہوئے ہو چکے اور نہ صرف انہیں سلف یعنی گزرے ہوئے کر دیا بلکہ انہیں مثل کر دیا الآخرین کے لیے یعنی اس قرآن کے نزول سے لیکر قیام الساعت تک کے دوران آنے والوں کے لیے۔

یعنی وہ جو الاولین ہیں جو اس سے پہلے گزر چکے وہ نہ صرف گزرے ہوئے کر دیئے گئے بلکہ انہیں مثل کر دیا بعد والوں کے لیے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن میں جہاں گزشتہ لوگوں کا ذکر کیا گیا وہاں اصل میں ان کا ذکر نہیں بلکہ وہاں موجودہ لوگوں کا ذکر ہے۔ جہاں قوم نوح کا ذکر کیا گیا وہاں اصل میں قوم نوح کا ذکر نہیں بلکہ انہیں تو سلف کر دیا گیا اور نہ صرف سلف بلکہ مثل کر دیا گیا بعد والوں کے لیے اس لیے وہاں قوم نوح کی مثل موجودہ قوم کا ذکر ہے اور جہاں نوح کا ذکر کیا گیا وہاں اصل میں نوح کا ذکر نہیں بلکہ نوح کو تو سلف کر دیا گیا وہاں اس کی مثل رسول کا ذکر ہے جسے اس قوم اس امت کے آخرین میں آنا تھا جس نے بالکل نوح کی طرح آ کر عذاب عظیم سے متنبہ کرنا تھا اور اس کی موجودگی میں عذاب آنا ہے۔

ایسے ہی جہاں جہاں بھی سلف کا ذکر ہے وہاں اصل میں سلف کا ذکر نہیں بلکہ سلف کی مثل سے بعد والوں کا ذکر کیا گیا ہے ایسے ہی جہاں جہاں امت بنی اسرائیل کا ذکر کیا گیا وہاں امت بنی اسرائیل کا ذکر نہیں بلکہ بنی اسرائیل تو سلف ہو چکے وہاں ان کی مثل موجودہ امت کا ذکر ہے خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی تاریخ ہے۔

سورۃ الزخرف کی یہ آیت دہلا کر رکھ دینے والی ہے کہ جو بھی الاولین ہیں جو اس قرآن کے نزول سے قبل یا اس سے قبل دنیا میں آئے نہ صرف انہیں گزرا ہوا کر دیا

بلکہ مثل کر دیا الآخرین کے لیے تو اس قرآن میں جہاں جہاں بھی سلف کا ذکر ملتا ہے وہ اصل میں ان کی مثل موجودہ قوم موجودہ امت کی تاریخ ہے سلف کی مثلوں سے۔

اب آپ خود دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ آیا یہ قرآن متشابہاً ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ اسے متشابہاً تسلیم نہیں کرتے یا آپ کو قرآن کے متشابہاً ہونے کا علم نہیں ہوگا تو آپ کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آئے گی کہ یہ قرآن اپنے نزول سے لیکر الساعت کے قیام تک کی تاریخ ہے اور پھر کس طرح ہے بلکہ آپ یہی سمجھیں گے کہ اس قرآن میں یہ سب ان کی لائنیں ہیں جو اس قرآن کے نزول سے قبل اس زمین پر آباد تھے جنہیں عربی میں الاولین کہا جاتا ہے یوں آپ اپنی زبان اور عمل سے دعویٰ کر رہے ہیں کہ اس قرآن میں اساطیر الاولین ہیں۔

آپ کے وہم وگمان میں بھی یہ نہیں ہوگا کہ جہاں جہاں الاولین کا ذکر ملتا ہے وہ ان کا ذکر نہیں بلکہ وہ تو اس قرآن کے نزول سے لیکر الساعت کے قیام کے دوران آنے والوں کی تاریخ ہے مثلوں سے اور آپ وہاں انہیں لوگوں کا ذکر سمجھیں گے آپ یہی سمجھیں گے کہ یہ انہیں گزشتہ اقوام کا ذکر ہے انہیں گزشتہ رسولوں کو ذکر ہے، امت بنی اسرائیل کا ذکر ہے ان میں سے کسی کے بھی ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں یعنی آپ قدم قدم پر اپنی زبان اور اپنے اعمال سے اس بات کے دعویدار رہوں گے کہ اس قرآن میں اساطیر الاولین ہیں۔

اب دیکھیں اگر کوئی قرآن کے متشابہاً ہونے کو تسلیم نہیں کرتا جو کہ تمام کے تمام مترجمین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مفسر ایسا آپ کو نظر آئے گا جس نے قرآن کو متشابہاً تسلیم کیا ہو کیونکہ اگر قرآن کو متشابہاً تسلیم کر لیا جائے جس کا مطلب ہے کہ اس قرآن میں جو کچھ بھی سامنے نظر آ رہا ہے حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ حقیقت اس کے برعکس کچھ اور ہے جسے اللہ نے چھپا دیا جس کا علم صرف اور صرف اللہ کے پاس ہے اس لیے اللہ کے علاوہ اس قرآن کو کوئی بھی بیّن نہیں کر سکتا یعنی کھول کر واضح نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی بھی صورت قرآن کا ترجمہ وغیرہ کیا جا سکتا ہے لیکن ان لوگوں نے قرآن کو متشابہاً تسلیم کرنے کی بجائے اس کا کفر کرتے ہوئے جو سامنے نظر آ رہا ہے اسے ہی حقیقت سمجھ کر تراجم وتفاسیر کر دیئے۔ تو ایسے تمام کے تمام لوگ جن کو علم ہی نہیں کہ قرآن متشابہاً ہے اور جو قرآن کو متشابہاً تسلیم نہیں کرتے ان کے نزدیک اس قرآن میں کیا ہے آج آپ یہ حقیقت کھلنے پر چونک جائیں گے کیونکہ آج سے پہلے آپ کا بھی انہی میں شمار ہوتا تھا اور اس سے آپ پر قرآن کا متشابہاً ہونا کیا ہے یہ بھی مزید کھل کر واضح ہو جائے گا۔

کسی کے بھی سامنے قرآن کی ان آیات کو رکھا جائے جن میں بظاہر گزشتہ لوگوں کا ذکر ملتا ہے جیسے کہ درج ذیل آیات میں نوح اور اس کی قوم کا ذکر ہے۔

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَالَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ. قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَـنَرٰٮكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ. قَالَ يٰقَوۡمِ لَيۡسَ بِىۡ ضَلٰلَةٌ وَّلٰـكِنِّىۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ. اُبَلِّغُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّىۡ وَاَنۡصَحُ لَـكُمۡ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ. اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰى رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ لِيُنۡذِرَكُمۡ وَلِتَتَّقُوۡا وَلَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ. فَكَذَّبُوۡهُ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ فِى الۡـفُلۡكِ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا عَمِيۡنَ. الاعراف ۵۹ تا ۶۴

اب سوال کیا جائے کہ ان آیات میں کس کا ذکر ہو رہا ہے تو آگے سے جواب آئے گا کہ یہ نوح اور اس کی قوم کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ایسے ہی درج ذیل آیات کو سامنے رکھیں۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ. قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَـنَرٰٮكَ فِىۡ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَـنَظُنُّكَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ. قَالَ يٰقَوۡمِ لَيۡسَ بِىۡ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ. اُبَلِّغُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّىۡ وَاَنَا لَـكُمۡ نَاصِحٌ اَمِيۡنٌ. اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰى رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ لِيُنۡذِرَكُمۡ ؕ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَـكُمۡ خُلَـفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّزَادَكُمۡ فِى الۡخَـلۡقِ بَصۜۡطَةً ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَۤاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ. قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰهَ وَحۡدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ

مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ. قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ رِجۡسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوۡنَنِیۡ فِیۡۤ اَسۡمَآءٍ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ فَانۡتَظِرُوۡۤا اِنِّیۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ. فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ.

الاعراف ۶۵ تا ۷۲

ان آیات کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں سے سوال کریں ان سے پوچھیں کہ ان آیات میں یہ کن کا ذکر ہو رہا ہے تو جواب آئے گا کہ یہاں ھود اور قوم عاد کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ایسے ہی درج ذیل آیات کو سامنے رکھ کر یہی سوال کریں۔

وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَاۡكُلۡ فِیۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ. وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمۡ فِی الۡاَرۡضِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡ سُهُوۡلِهَا قُصُوۡرًا وَّتَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُيُوۡتًا فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ. قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِمَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ اَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ. قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا بِالَّذِیۡۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ. فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ وَقَالُوۡا يٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ. فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ. فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّیۡ وَنَصَحۡتُ لَكُمۡ وَلٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِيۡنَ. الاعراف ۷۳ تا ۷۹

تو جواب ملے گا کہ یہ قوم ثمود اور صالح علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے۔

ایسے ہی درج ذیل آیات کو سامنے رکھ کر یہی سوال کریں۔

وَاِلٰی مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ. وَلَا تَقۡعُدُوۡا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ وَتَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ كُنۡتُمۡ قَلِيۡلًا فَكَثَّرَكُمۡ وَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ. وَاِنۡ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنۡكُمۡ اٰمَنُوۡا بِالَّذِیۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰی يَحۡكُمَ اللّٰهُ بَيۡنَنَا وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ.

قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لَنُخۡرِجَنَّكَ يٰشُعَيۡبُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَكَ مِنۡ قَرۡيَتِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِیۡ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوۡ كُنَّا كٰرِهِيۡنَ. قَدِ افۡتَرَيۡنَا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اِنۡ عُدۡنَا فِیۡ مِلَّتِكُمۡ بَعۡدَ اِذۡ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنۡهَا وَمَا يَكُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّعُوۡدَ فِيۡهَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ. وَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعۡتُمۡ شُعَيۡبًا اِنَّكُمۡ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ. فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ. الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا شُعَيۡبًا كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا اَلَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا شُعَيۡبًا كَانُوۡا هُمُ الۡخٰسِرِيۡنَ. فَتَوَلّٰی عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَنَصَحۡتُ لَكُمۡ فَكَيۡفَ اٰسٰی عَلٰی قَوۡمٍ كٰفِرِيۡنَ.

الاعراف ۸۵ تا ۹۳

تو جواب ملے گا کہ یہ قوم مدین اور شعیب علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ایسے ہی قوم لوط ہو، اخوان لوط ہوں، آل فرعون ہوں، موسیٰ اور بنی اسرائیل والی آیات ہوں یا پھر عیسیٰ ابن مریم اور بنی اسرائیل والی آیات تو یہی جواب آئے گا کہ یہ انہیں سب کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

یہ تمام کے تمام لوگ اس قرآن کے نزول سے پہلے یا اس سے پہلے دنیا سے آ کر جا چکے جنہیں عربی میں الاولین کہا جاتا ہے اور قرآن میں الاولین کے بارے

میں جتنی بھی لائنیں ہیں لائنوں کو اساطیر کہا جاتا ہے یوں انہیں اساطیر الاولین کہا جائے گا۔ یعنی ایسے تمام کے تمام لوگ جن کو علم ہی نہیں کہ قرآن متشابہاً ہے کہ اس میں جو سامنے لکھا نظر آ رہا ہے وہ اصل حقیقت نہیں بلکہ اصل حقیقت چھپا دی گئی جو کہ اس کے بالکل برعکس ہے وہ سب کے سب اسی کو حقیقت سمجھتے ہیں جو سامنے نظر آ رہا ہے۔ جس کا مطلب بالکل واضح طور پر یہ بنتا ہے اور وہ خود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ قرآن میں یہ تمام کا تمام الاولین کا ذکر ہے ان کی لائنیں ہیں جسے عربی میں اساطیر الاولین کہا جائے گا۔

اب دیکھیں یہی بات اللہ نے اس قرآن میں بھی بیان کر دی یہی آج اس موجودہ دور میں موجود قرآن کے دعویداروں خود کو مسلمان کہلوانے والوں کی تاریخ بھی آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اللہ نے اس قرآن میں اتار دی تھی کہ جب ان سے پوچھا جائے کہ جو اللہ نے اتارا تھا وہ کیا ہے تو آگے سے کہتے ہیں اساطیر الاولین یعنی اس سے پہلے جو اس دنیا میں آئے تھے اور گزر چکے یہ سب کا سب ان کا ذکر ہے قرآن میں ان کی لائنیں ہیں جیسا کہ درج ذیل آیات میں آپ خود اپنی آنکھوں سے آج ایسا کہنے والوں کی تاریخ دیکھ رہے ہیں جو آج سے چودہ صدیاں قبل ہی اتار دی گئی تھی۔

اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ. القلم ۱۵، المطففین ۱۳

جب تلاوہ کی